۴۳،۳،۳ھ
۱۱

۱۷/۱۹۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

ایک نو مسلم عورت پرائز بانڈ کے لین دین قبول اسلام سے پہلے کرتی تھی، قبول اسلام کے بعد اس کے کچھ حصہ اس کے حصہ میں آیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جو مال قبول اسلام کے بعد جو اس کے حصہ میں آیا ہے

اس کا کیا کریں(اور حال یہ ہے کہ وہ شریعت کے مطابق معاملات میں ست روی کی بھی شکار ہے)یعنی اس کے استعمال کا کوئی جائز طریقہ موجود ہے یا نہیں؟

اگر خود استعمال بلکل جائز نہیں تو کسی مسجد یا مدرسہ کو دے سکتے ہیں؟یا کسی غریب کو ثواب کی نیت کے بغیر دے سکتے ہیں

؟اگر غریب کو دینا جائز ہے تو وہ غریب اس رقم کو کسی مسجد یا مدرسہ میں دے سکتا ہے؟

المستفتی: مولوی:اسامہ صاحب

بمعرفت:عبدالعزیز(سال دوم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا

واضح رہے کہ جو مال قبول اسلام کے بعد اس کے حصہ میں آیا ہے،اس کا استعمال کرنا شریعت میں ناجائز ہے،اسی طرح حرام مال کو مسجد یا مدرسہ میں لگانا بھی ناجائز ہے،کیونکہ مسجد اللہ تعالی کا گھر ہے اللہ تعالی پاک ہیں اور پاک ہی مال قبول فرماتے ہیں۔

لہذا صورت مسئولہ میں مذکورہ مال چونکہ بعد قبول اسلام اس کے حصہ میں آئی ہے،تو کسی غریب کو بغیر ثواب کی نیت سے دینا جائز ہے،اس کے ملک میں آنے کے بعد اس کو اختیار ہے کہ خود استعمال میں لائے،یا کسی مسجد یا مدرسہ میں دے دے۔

لمافي الشامية:

قوله (لو بماله الحلال) قال تاج الشريعة أما لو أنفق في ذلك مالا خبيثا ومالا سببه الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالى لا يقبل إلا الطيب

جاری ہے----

Scanned with CamScanner

فيكره تلويث بيته بما لا يقبله اهـ شرنبلالية.

(كتاب الصلاة،مطلب: كلمة لا بأس دليل على المستحب غيره لأن البأس الشدة،٢/ ٥١٨،ط:رشيدية)

وفي أحكام القرآن (التهانوي):

ولو كان العقدقدصارحراماعندالطلب ،كا لنصرانيين تبايعاخمراثم أسلماقبل قبض الثمن،كان للبائع أن يطالب صاحبه ثمن الخمروإن كان مثل هذاالعقدفاسدامنهابعدالإسلام،ولكن جازله المطالبة لصحية البيع عندعقده.وإذالم يجزبين الحربيين فعدم جوازه بين المسلم والحربي أولى.

قلت:قياس مع الفارق،ففى مسئلة النصرانيين لوأسلماأوأحدهما قبل قبض الخمر بطل العقد،ولم يكن للبائع أن يطالب المشترى بالثمن مع صحة البيع عندعقده كمامر.

(على حرمة الربافى دارالحرب ،١/ ٦٧٥،ط:إدارة القرآن)

وفي الفتاوى التاتارخانية:

رجل مات وكسبه من بيع الباذق،وفى الينابيع:وكسبه خبيث،إن تورع الورثة عن أخذذلك كان أولى،ويرددون على اربابها،.....فيمن أخذ رشوة أو ظلما إن تورع الورثة كان أولى،وإذااردالورث أن يتصدق، ينبغى أن يتصدق بنية خصماءابيه اهـ.

(كتاب الكراهية،الفصل:١٤الكسب،١٨/ ١٥٧،١٥٨،ط:فاروقيه)فقـــــط.

والله تعالى اعلـــم بالصــواب

كتبــه: رحيـم الله شـاه غفرله

المتخصص فى الفقه الاســلامى

بالجــامعة الفــاروقية بكراتشى

١٨/ ٠٣/ ١٤٤٣/ ٢٤/ ١٠/ ٢٠٢١م

Scanned with CamScanner